جناب بشیر احمد حسیم

جرابوں پر مسح

"الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد" برادران اسلام! اللہ تعالٰی نے ہمیں وہ دین قویم عطا فرمایا ہے جو بالکل آسان ہے جس میں ہمارے لئے کسی قسم کی دشواری نہیں جیسا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے:

"ما جعل علیکم فی الدین من حرج" (الحج ع۱)

"(اللہ) نے دین میں تم پر کوئی مشقت نہیں ڈالی"

صحیح بخاری کتاب الایمان جلد اول صفحہ ۱۰ پر حدیث رسولؐ بایں الفاظ موجود ہے:

"عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الدین یسر"

"ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہے بیشک دین آسان ہے"

پس اس آیت اور اس حدیث اور ان کے ہم معنی دیگر آیات واحادیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہمارا دین جس کا نام اسلام ہے یہ اہل اسلام کے لئے بالکل آسان ہے اس پر چلنے والوں کے لئے اس میں کوئی دشواری نہیں کیونکہ یہ اس رحمان ورحیم کا منتخب کردہ ہے جس کی رحمت وشفقت کی کوئی حد بندی نہیں جیسا کہ خود اس کا فرمان ہے:

"ان الدین عند اللہ الاسلام"

"بے شک اللہ تعالٰی کے نزدیک (پسندیدہ اور منتخب کردہ) دین صرف اسلام ہے"

اور دوسری جگہ فرمایا ہے:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" (مائدہ)

"آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور نعمت (دین والی) تم پر پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا"

یہ وہی دین ہے جو امام الناس ابراہیم حنیف خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین تھا جس کی پیروی کرنے کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ فرمان دادر ہے:

"فاتبع ملة ابراهيم حنيفا۔" یعنی اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کیجئے جن کی حالت یہ تھی کہ وہ تمام علاقاتِ اغیار کو منقطع کر کے صرف اللہ ہی کی طرف انابت و رجوع کرنے والے تھے اور اسی دین کو لازم پکڑنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے جیسا کہ فرمانِ خداوندی ہے:

"ملة ابيكم ابراهيم۔" (الحج ع۱)

(اے مسلمانو!) یعنی "اپنے باپ ابراہیمؑ کے دین کو لازم پکڑو۔"

ایسا آسان دین اللہ تعالےٰ نے ہمیں عنایت فرمایا ہے کہ جس میں ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کی بجائے ہمیں بہت ہی سہولتیں عطا کی گئی ہیں۔ مثلاً نماز سفر میں چار رکعتوں کی بجائے دو رکعتیں اور بیماری کی حالت میں اگر کھڑا ہونا دشوار ہو تو بیٹھ کر، اگر بیٹھنا دشوار ہو تو لیٹ کر نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی عذرِ شرعی سے اگر وضو کرنا دشوار ہو تو تیمم کر سکتے ہیں۔ زخموں پر پٹیوں کی حالت میں عضو دھونے کی بجائے مسح کر سکتے ہیں۔ اسی طرح موزے اور جرابیں پہننے کی حالت میں انہیں اتار کر پاؤں دھونے کی بجائے ان پر مسح کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر سر پر پگڑی، ٹوپی، رومال وغیرہ ہو تو ان کے اوپر سے مسح کر سکتے ہیں اور اسی طرح دوسرے فرائض و احکام کی ادائیگی میں آسانیاں ہیں جو خوفِ طوالت کی بنا پر زیرِ تحریر نہیں لاتا ورنہ مزید مثالیں بھی دیتا۔ لیکن کھلیان ہو اس تقلید ناسدید کا، اس نے دینِ قیم اور دینِ آسان میں بہت سی دشواریاں اور مشقتیں پیدا کر کے مسلمانوں کو اس سے بدظن کر دیا اور ان کے دلوں میں نفرت پیدا کر دی۔ جیسے گم شدہ خاوند والی عورت کو نوّے سال انتظار کرنے کا حکم، درمجلسِ واحد مطلقہ ثلاثہ کو حلالہ کروانے کا حکم، صبح کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد تک انتظار کر کے پھر ادا کرنے کا حکم وغیرھا من المسائل۔ اسی طرح جرابوں پر مسح کرنے کی ممانعت بلکہ موجودہ جرابوں پر مسح کرنے والے کو بے وضو کہتے ہیں۔ جس طرح مولوی ابوالفتح محمد یوسف کے تالیف کردہ رسالہ پر لکھا ہوا ہے کہ موجودہ جرابوں پر مسح کرنے والا بے وضو ہے۔ حالانکہ سرورِ عالم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جرابوں پر مسح کر کے امت کے لئے آسانی فرما دی اور آپؐ کی سنت کے مطابق صحابہؓ نے بھی اس پر عمل کر کے مسئلہ کو واضح کر دیا اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے اس میں سہولت کی راہ ہموار کر دی۔ اب کوئی عمداً اپنے آپ کو مشقت میں ڈالے تو اس کی مرضی ہے ورنہ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ صحابہؓ سے جرابوں پر مسح کرنے

کا جواز روز روشن کی طرح واضح ہے جس کی وضاحت مندرجہ ذیل احادیث سے ہوتی ہے:

"قال العلامة الامام المبارکفوری فی تحفة الاحوذی شرح الترمذی قال الزیلعی رواہ الطبرانی فی معجمہ من طریق ابن ابی شیبة ثنا ابو معاویة عن الاعمش عن الحکم عن عبد الرحمان بن ابی لیلی عن کعب بن عجرة عن بلال قال کان رسول اللہ صلی علیہ وسلم یمسح علی الخفین والجوربین۔"

"علامہ امام عبدالرحمان مبارک پوریؒ جامع ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی جلد اوّل، صفحہ ۱۰۱ پر فرماتے ہیں کہا علامہ زیلعی حنفی نے روایت کیا اس حدیث کو امام طبرانی نے اپنی معجم میں ابنؒ ابی شیبہ کے طریق سے۔ وہ فرماتے ہیں حدیث بیان کی (امام) ابومعاویہ نے۔ وہ بیان کرتے ہیں امام سلیمان بن مہران اعمش سے وہ بیان کرتے ہیں امام حکم سے وہ بیان کرتے ہیں حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزوں اور جرابوں پر مسح کرتے تھے۔"

یہ حدیث بالکل صحیح ہے امام ابن حجر عسقلانیؒ درایہ میں فرماتے ہیں۔ اس کے تمام راوی ثقہ (معتبر) ہیں اور حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونے کا مدار راویوں کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے پر ہے اگر تمام راوی ثقہ ہوں گے تو حدیث صحیح ہوگی اور اگر کوئی راوی ضعیف ہوگا تو حدیث ضعیف ہوگی۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں کوئی ضعیف نہیں لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے اگر کوئی کہے کہ علامہ عبدالرحمان مبارک پوری فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں جو سلیمان بن مہران اعمش ہے وہ مدلس ہے اور عنعنۃً اسے بیان کرتا ہے اور مدلس کی معنعن حدیث روایت کردہ ضعیف اور غیر مقبول ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث بھی اعمش کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف اور قابلِ حجت نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مدلس راوی ثقہ ہو اور ثقہ راوی سے تدلیس کرے تو اس کی روایت کردہ معنعن حدیث مقبول ہوگی اور اگر مدلس راوی غیر ثقہ غیر ثقہ سے تدلیس کرے تو اس کی روایت کردہ حدیث مقبول نہیں ہوگی (کفایہ امام خطیب بغدادیؒ) ورنہ وہ کتاب جسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ (یعنی اللہ کی کتاب قرآن کے بعد تمام کتابوں سے زیادہ صحیح کتاب) تسلیم کیا گیا ہے اس کی کئی حدیثوں کو ضعیف اور ناقابلِ حجت ماننا پڑے گا کیونکہ ان کی اسناد میں بھی وہی سلیمان بن مہران اعمش مدلس راوی ہے جو انہیں عنعنہ بیان کرتا ہے بجائے تحدیث کے جن میں سے یہاں چند ذکر کی جاتی ہیں:

"قال البخاری حدثنی بشر قال حدثنا محمد عن شعبة عن

سلیمان عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ لما نزلت والذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون۔ قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اینا لم یظلم فانزل اللہ عزوجل ان الشرک لظلم عظیم۔" (بخاری ج۔ ص۔)

"امام بخاری فرماتے ہیں مجھے امام بشر نے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں ہمیں امام محمد نے حدیث بیان کی وہ امام شعبہؒ سے وہ امام سلیمان بن مہران اعمش سے وہ امام ابراہیمؒ سے وہ امام علقمہ سے۔

اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت (وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کی ملاوٹ نہ کی۔ان لوگوں کے لئے ہی امن ہوگا اور وہی لوگ ہدائیت یافتہ ہوں گے) نازل ہوئی تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو تو اللہ عزوجل نے (ان کی تفہیم کیلئے) پھر یہ آیت نازل فرمادی۔"بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے"۔

یعنی ظلم سے مراد یہاں شرک ہے۔

"قال البخاری حدثنا قبیصۃ بن عقبہ قال حدثنا سفیان عن الاعمش عن عبد اللہ بن مرۃ عن مسروق عن عبد اللہ بن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا اؤتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر۔"

"امام بخاریؒ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قبیصہ بن عقبہ نے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن سعید بن منصور ابو عبداللہ ثوری نے وہ سلیمان بن مہران اعمش سے وہ عبداللہ بن مرہ سے وہ مسروق سے وہ عبداللہ بن عمرو سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں چار (۴) خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور ان چاروں میں سے جس میں ایک خصلت ہو اس میں منافقت کی ایک خصلت ہوتی ہے۔ جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔ امانت میں خیانت کرنا۔ بات کرتے ہوئے جھوٹ بولنا۔ وعدہ خلافی کرنا جھگڑتے ہوئے بکواس کرنا۔"

"حدثنا قتیبة قال حدثنا جریر عن الاعمش عن منذر ابی یعلی الثوری عن محمد بن الحنفیة قال قال علی کنت رجلا مذاء فاستحییت ان اسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرت المقداد بن الاسود فسألہ فقال فیہ الوضوء"

"امام بخاریؒ فرماتے ہیں ہمیں قتیبہ نے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں ہمیں جریر نے حدیث بیان کی وہ اعمش (سلیمان بن مہران) سے وہ منذر ابویعلی ثوری سے وہ محمد بن حنفیہ سے بیان کرتے ہیں محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے زیادہ مذی نکلنے کی شکایت تھی۔ میں نے شرم وحیا کی وجہ سے (اس کے متعلق) خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے کی بجائے مقداد بن اسود کو حکم دیا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرے پھر اس نے آپؐ سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا اس (مذی) میں وضو کرنا پڑتا ہے (یعنی غسل کی ضرورت نہیں)۔"

"حدثنا ادم قال حدثنا شعبة عن الاعمش عن ابی وائل عن حذیفة قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباطة قوم فبال قائما ثم دعا بماء فجئتہ بماء فتوضأ۔"

"امام بخاری فرماتے ہیں ہمیں آدم نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی وہ اعمش (سلیمان بن مہران) سے وہ ابی وائل سے وہ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی روڑی (کوڑا خانہ) کے پاس آئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ پھر پانی طلب کیا میں آپؐ کے پاس پانی لایا تو آپؐ نے وضو کیا۔"

"حدثنا موسی بن اسماعیل قال حدثنا عبدالواحد عن الاعمش عن سالم بن ابی الجعد عن کریب عن ابن عباس قال قالت میمونة وضعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ماء للغسل فغسل یدیہ مرتین او ثلثا ثم افرغ علی شمالہ فغسل مذاکیرہ ثم مسح یدہ بالارض ثم مضمض واستنشق وغسل وجہہ ویدیہ ثم افاض علی جسدہ ثم تحول

من مکان فغسل قدمیہ"

"امام بخاری فرماتے ہیں ہمیں موسیٰ بن اسماعیل نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمیں عبدالواحد نے حدیث بیان کی کہ وہ سلیمان بن مہران اعمش سے وہ سالم بن ابی جعد سے وہ کریب سے وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ام المؤمنین حضرت میمونہؓ نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کرنے کے لئے پانی رکھا تو آپؐ نے دو مرتبہ یا تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو دھویا پھر بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنے مخصوص عضو کو دھویا (یعنی استنجا کیا) پھر زمین پر مار کر اپنے ہاتھوں کو دھویا پھر آپؐ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے تمام جسم پر پانی ڈال کر سارے جسم کو دھویا پھر دوسری جگہ ہو کر اپنے پاؤں کو دھویا"

بطور مثال یہ پانچ حدیثیں پیش کی ہیں۔ ویسے ایسی حدیثیں صحیح بخاری میں اور بھی ہیں جو سلیمان بن مہران اعمش مدلس سے معنعن بیان کی گئی ہیں کیا صحیح بخاری کی ایسی تمام حدیثیں ضعیف اور غیر مقبول ہیں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں کیونکہ صحیح بخاری کی تمام احادیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے اتفاق کیوں نہ ہو۔ ایک لاکھ صحیح احادیث سے صرف چار ہزار احادیث صحیح بخاری میں امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے درج کی ہیں اور ہر حدیث لکھنے سے قبل امام موصوفؒ نے ۲ نفل استخارے کے ادا کئے، دل مطمئن ہوا تو حدیث درج کی ورنہ نہیں۔ اسی لئے جمہور محدثین کا فیصلہ ہے کہ "اصح الکتب بعد کتاب اللہ فہو صحیح البخاری" یعنی اللہ کی کتاب کے بعد صحیح ترین کتاب صرف بخاری ہے تو جب ایسی کتاب میں سلیمان بن مہران اعمش مدلس کی معنعن حدیثیں صحیح اور مقبول ہیں تو اسی راوی کی ایسی حدیثیں دوسری کتاب والی کیوں ضعیف اور نامقبول ہوں۔ وہ بھی صحیح اور مقبول ہیں لہٰذا بلالؓ بن رباح والی مذکور حدیث بالکل صحیح ہے جس سے موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔

"قال الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی فی جامعہ حدثنا هناد و محمود بن غیلان قالا نا وكيع عن سفيان عن ابی قیس عن هزيل بن شرحبيل عن المغيرة بن شعبة قال توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومسح علی الجوربین و النعلين قال ابو عيسىٰ هذا حديث حسن صحيح (باب فی المسح علی الجوربین والنعلین) ورواه ايضا ابن ماجه فی سننه

فی باب المسح علی الجوربین والنعلین۔"

"امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی اپنی جامع میں فرماتے ہیں ہمیں ہناد اور محمود بن غیلان نے حدیث بیان کی ان دونوں نے کہا ہمیں وکیع نے حدیث بیان کی وہ سفیان سے وہ ابو قیس سے وہ ہزیل بن شرجیل سے وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جرابوں اور چپل نما جوتوں پر مسح کیا۔ امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے فی باب المسح علی الجوربین والنعلین اور ابن ماجہ نے بھی اسے اپنی سنن (فی باب المسح علی الجوربین والنعلین) میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے تمام راوی (معتبر) ثقہ ہیں۔"

ابو قیس عبدالرحمان بن ثروان کو امام یحییٰ بن معین، امام عجلی امام ابن حبان امام دارقطنی، ابن نمیر امام نسائی وغیرہم تمام اسے ثقہ کہتے ہیں اور یہ سب جرح وتعدیل کے مسلمہ امام ہیں اور یہ سب اس کی توثیق کرتے ہیں۔ دیکھو تہذیب التہذیب جلد ۶ صفحہ ۱۵۳۔

نیز امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے نزدیک بھی یہ ابو قیس عبدالرحمٰن بن ثروان ثقہ راوی ہے اسی لئے وہ اسے قابل حجت سمجھتے ہوئے وہ اپنی صحیح میں اس سے حدیث لائے ہیں حدیث یہ ہے:

"حدثنا عمرو بن عباس قال حدثنا عبدالرحمان (ابن مهدی) قال حدثنا سفیان (الثوری) عن ابی قیس (عبدالرحمان بن ثروان) عن هزیل (ابن شرحبیل) قال عبد اللهؓ (ابن مسعود) لا قضین فیها بقضاء النبی صلی الله علیه وسلم او قال قال النبی صلی الله علیه وسلم لا بنة النصف ولا بنة الابن السدس وما بقی فللاخت۔"

امام بخاریؒ فرماتے ہیں ہمیں عمرو بن عباس نے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں ہمیں عبدالرحمٰن (ابن مہدی) نے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں ہمیں سفیان (ثوری) نے حدیث بیان کی وہ ابو قیس (عبدالرحمان بن ثروان) سے وہ ہزیل (ابن شرحبیل) سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہؓ بن مسعود نے فرمایا۔ میں اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کروں گا یا یہ الفاظ فرمائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیٹی کو نصف ½ پوتی کو سدس ⅙ اور جو باقی بچے وہ ہمشیرہ کو دیا جائے۔"

یہی حدیث تفصیل سے سنئے :

"حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا ابو قیس قال سمعت هزیل بن شرحبیل یقول سئل ابو موسی عن ابنة وابنة ابن واخت فقال للابنة النصف و للاخت النصف وائت ابن مسعود فسیتا بعنی فسئل ابن مسعود واخبر بقول ابی موسی فقال لقد ضللت اذن و ما انا من المهتدین اقضی فیها بما قضی النبی صلی الله علیه وسلم للابنة النصف ولابنة الابن السدس تکملة الثلثین وما بقی فللاخت فاتینا ابا موسی فاخبرناه بقول ابن مسعود فقال لا تسئلونی مادام هذا الحبر فیکم۔"

"امام بخاری فرماتے ہیں ہمیں آدم نے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں ہمیں شعبہ نے حدیث بیان کی۔ وہ فرماتے ہیں ہمیں ابو قیس (عبدالرحمان بن ثروان) نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا میں نے ہزیل بن شرحبیل کو فرماتے ہوئے سنا کہ ابو موسیٰ اشعری رضی سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک ہمشیرہ چھوڑ کر فوت ہو گیا اس کی وراثت کیسے تقسیم ہو گی تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نصف (۱/۲) بیٹی کو (۱/۲)، ہمشیرہ کو اور جاؤ عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس وہ بھی میرے مطابق ہی فتویٰ دیں گے پھر عبداللہ بن مسعودؓ سے فتویٰ پوچھا گیا اور ابو موسیٰ اشعریؓ کی بات اور فتویٰ کے متعلق انہیں خبر دی گئی تو عبداللہ بن مسعودؓ نے سن کر فرمایا کہ میں تو اس وقت گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ نہیں رہوں گا۔ (یعنی اگر ابو موسیٰ کے فتوے کے مطابق فتویٰ دے دیا) پھر فرمایا میں تو اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق فتویٰ دوں گا یا فیصلہ کروں گا کہ بیٹی کو نصف ۱/۲ اور پوتی کو سدس چھٹا حصہ ۱/۶ تکمیل ثلثین کے لئے یعنی دو تہائی ۲/۳ حصہ پورا کرنے کے لئے (کیونکہ بطور فرضیت کے عورتوں کا حصہ زیادہ سے زیادہ یہی ۲/۳ ہے اور جو باقی بچے (یعنی ۱/۳ سے) وہ ہمشیرہ کو دے دو۔ راوی (ہزیل) کہتا ہے پھر ہم (دوبارہ) ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس آئے اور عبداللہ بن مسعودؓ کے فتویٰ اور ساری باتوں کے متعلق انہیں خبر دی تو انہوں (ابو موسیٰؓ) نے فرمایا جب تک یہ عالم (عبداللہ بن مسعودؓ) تم میں موجود ہے مجھ سے فتویٰ نہ پوچھا کرو۔"

اسی طرح ان کے استاد ہزیل بن شرجیل کو امام ابن حبان، ابن سعد، عجلی، دار قطنی وغیرہم محدثین نے ثقہ کہا ہے (تہذیب التہذیب جلد گیارہ ص۳۱) ان کے علاوہ باقی تمام راوی بھی ثقہ ہیں۔ ابو داؤد اور دیگر جن علماء نے اسے ضعیف کہا ہے ان کا مستدل صرف یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہؓ سے جرابوں پر مسح کرنا صرف ابو قیس عن ہزیل بن شرجیل ہی بیان کرتا ہے۔ دوسرے ان کے شاگرد بیان نہیں کرتے وہ سب موزوں پر مسح کرنا بیان کرتے ہیں لہٰذا یہ حدیث ضعیف ٹھہری ابو قیس اور ہزیل کے اس مسئلہ میں منفرد ہونے کی وجہ سے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں شاگرد اور استاد (یعنی ابو قیس عبدالرحمان بن ثروان اور ہزیل بن شرجیل) چونکہ ثقہ راوی ہیں اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث صحیح اور قابل حجت ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث مسح علی الخفین کے مخالف نہیں بلکہ یہ اور حدیث ہے اور وہ اور حدیث یہ ایک زائد مسئلہ کا جواز بتاتی ہے۔ نہ کہ دوسری کے خلاف۔ جواز مسح کی جو علت موزوں پر مسح کرنے میں پائی جاتی ہے وہی علت جرابوں پر مسح کرنے میں پائی جاتی ہے یعنی رفع مشقت کیونکہ جس طرح دشواری موزے اتار کر پاؤں دھونے اور آسانی موزوں پر مسح کرنے میں ہے اسی طرح دشواری جرابیں اتار کر پاؤں دھونے میں اور آسانی جرابوں پر مسح کرنے میں ہے اور اللہ کا فرمان مزید سن لو:

"یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر"۔ (البقرہ)

"یعنی اللہ تعالیٰ تم پر آسانی چاہتا ہے دشواری اور مشقت نہیں چاہتا۔"

لہٰذا جس طرح موزوں پر مسح جائز ہے اسی طرح جرابوں پر بھی جائز ہے بشرطیکہ موزے اور جرابیں پاؤں دھو کر پہنے ہوئے ہوں یعنی پہلے پاؤں دھو کر وضو کرے پھر موزے یا جرابیں پہن لے پھر اس کے بعد جب بھی وضو کرے پاؤں دھونے کے بجائے ان موزوں اور جرابوں پر مسح کرلے۔ لیکن مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات تک اجازت ہے اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات تک اس کے بعد پھر دھولے پھر اسی طرح مسح کرتا رہے۔

بلالؓ بن رباح اور مغیرہؓ بن شعبہ والی ان مذکورہ بالا مرفوع متصل اور صحیح حدیثوں کے علاوہ جرابوں پر مسح کرنے کے جواز میں آثار صحابہؓ بھی ملاحظہ ہوں:

۱۔ "عن کعب بن عبداللہ قال رأیت علیا بال فمسح علی جوربیہ ونعلیہ ثم قام یصلی"

"امام کعب بن عبداللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا انہوں نے پیشاب کرنے کے بعد جب وضو کیا تو اپنی جرابوں اور اپنے جوتوں پر مسح کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔" (تحفۃ الاحوذی)

۲۔ "عن ابراهيم ان ابن مسعود كان يمسح على خفيه ويمسح على جوربيه وسنده صحيح"
"امام ابراہیم فرماتے ہیں بے شک عبداللہؓ بن مسعود اپنے موزوں پر مسح کرتے تھے اور اپنی جرابوں پر مسح کرتے تھے اور علامہ مبارک پوری فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے" حوالہ مذکور

۳۔ "عن اسماعيل بن رجاء عن ابيه قال رأيت البراء بن عازب يمسح على جوربيه ونعليه"۔
"اسماعیل بن رجاء اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے براءؓ بن عازب کو دیکھا وہ اپنی جرابوں اور (چپل نما) جوتوں پر مسح کرتے تھے" حوالہ مذکور

۴ "عن قتادة عن انس بن مالك انه كان يمسح على الجوربين" حوالہ مذکور
"قتادہ انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ وہ (انس بن مالکؓ) جرابوں پر مسح کرتے تھے"

۵۔ "عن خالد بن سعد قال كان ابو مسعود الانصاری يمسح على الجوربين له من شعر ونعليه وسنده صحيح" حوالہ مذکور
"امام خالد بن سعد فرماتے ہیں ابو مسعود انصاریؓ اپنی جرابوں پر مسح کرتے تھے جو بالوں سے بنی ہوئی تھیں اور اپنے (چپل نما) جوتوں پر بھی مسح کرتے تھے اس کی سند بھی صحیح ہے"

۶۔ "عن ابی خلاس عن ابن عمر انه كان يمسح على جوربيه ونعليه" حوالہ مذکور
"ابو خلاس عبداللہؓ بن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح کرتے تھے"

مذکورہ بالا چھ صحابہ کے علاوہ امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابوامامہؓ، سہلؓ بن سعد، عمروؓ بن حریث، عمر بن خطاب، ابن عباسؓ سے بھی جرابوں پر مسح کرنے کا ذکر کیا ہے یعنی امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں مذکورہ بالا ۹ صحابہ سے جرابوں پر مسح کرنے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ حافظ ابن قیم نے تہذیب السنن میں مندرجہ ذیل اور چار صحابہؓ کا بھی ذکر کیا ہے جو جرابوں پر مسح کرتے تھے یعنی عمارؓ، بلالؓ، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، عمروؓ بن عباس ان چاروں کو پہلے نو کے ساتھ ملاؤ تو کل تیرہ صحابہؓ ہوئے جو جرابوں پر مسح کرتے تھے اور جرابوں کی کوئی تخصیص مذکور نہیں کہ وہ کیسی جرابیں تھیں لہٰذا جرابیں عام ہیں خواہ جیسی بھی ہوں جس چیز کی بھی ہوں۔ اونی ہوں یا سوتی کپڑے کی ہوں یا بالوں کی البتہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل میں مذکور ہو چکا ہے کہ وہ بالوں سے بنی ہوئی جرابوں پر مسح کرتے تھے لیکن موٹی اور گھنی ہونے کی اس میں بھی کوئی شرط مذکور نہیں لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مذکورہ بالا تیرہ صحابہؓ سے جرابوں پر مسح کرنے کا جواز ثابت ہو گیا اور بغیر

کسی شرط کے ثابت ہو گیا کیونکہ جورب (جراب) کا معنیٰ ہے لفافۃ الرجل یعنی پاؤں کا غلاف تو یہ عام ہے خواہ جیسا بھی ہو تمام اہل لغت کے الفاظ کا مفہوم یہی ہے۔ کیا بقول مولوی ابوالفتح محمد یوسف کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مذکورہ بالا تیرہ صحابہؓ جو جرابوں پر مسح کرتے تھے وہ سب بے وضو ہی نماز پڑھتے تھے؟ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ پھر ان کے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ جو جرابوں پر مسح جائز کہتے ہیں وہ بھی بے وضو ہی نماز پڑھتے پڑھواتے تھے؟ دیکھو قدوری ص۲۸ باب المسح علی الخفین میں ان کے متعلق مذکور ہے:

"وقالا یجوز اذا کانا ثخینین لا یشفان"۔

"اور وہ دونوں (امام محمد، امام ابویوسف) کہتے ہیں کہ جب جرابیں موٹی ہوں باریک نہ ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے"۔

ثخونت کی تعریف جس سے ثخینین مشتق ہے۔ قدوری کے محشی حنفی مولوی ابوسعید غلام مصطفیٰ سندی قاسمی لفظ ثخینین کے نیچے لکھتے ہیں۔

"حد الثخانۃ ان یقوم علی الساق من غیر ان یربط بشئ"۔

یعنی ثخانت کی تعریف یہ ہے کہ بغیر کسی چیز سے باندھنے کے وہ پنڈلی پر قائم رہے اور "لا یشفان" کی تعریف اور معنی بیان کرتے ہوئے اس لفظ کے اوپر لکھتے ہیں:

"ای لا یری ما تحتہما من بشرۃ الرجل من خلال"۔

یعنی "باریک ہونے یا پھٹنے کے سبب پاؤں کا چمڑا ان کے نیچے سے نظر نہ آئے"۔

گویا ناغلوں کی موجودہ موٹی جرابوں پر مسح کرنا امام محمد اور امام ابویوسف کے نزدیک بھی جائز ہے کیونکہ وہ ایسی ہی ہوتی ہیں جیسی وہ کہتے ہیں۔ تو کیا وہ بھی بے وضو ہی نمازیں پڑھتے پڑھواتے تھے؟ بقول مولوی یوسف کے موجودہ جرابوں پر مسح کرنے والا (خواہ موٹی ہوں یا باریک) بے وضو ہوا اور جو بے وضو ہوا اس کی نماز نہیں اور جس کی نماز نہیں وہ بے نماز ہوا اور جو بے نماز ہوا وہ کافر اور مشرک ہوا اور جو کافر مشرک ہوا وہ جہنم رسید ہو کر ہمیشہ اس میں رہے گا۔ "معاذ اللہ، استغفر اللہ، نعوذ باللہ من ھذا التفوہ والتقول"۔ اور مولوی محمد یوسف صاحب کا یہ کہنا کہ یہ حدیث باتفاق محدثین ضعیف ہے باطل ہے کیونکہ اس کی تصحیح جرح وتعدیل کے مسلمہ ائمہ محدثین سے بیان کر چکا ہوں اور ان کا یہ کہنا کہ لفظ جورب مبہم ہے جو کئی قسم پر بولا جاتا ہے۔ اور اس کی تعیین کسی صحیح حدیث میں مذکور نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں قسم پر مسح فرمایا ہو تو اس کا جواب بھی تحریر کر چکا ہوں کہ جب حدیث میں تخصیص نہیں تعمیم ہے تو جورب ہر قسم کی جراب کو شامل ہے جس پر مسح جائز ہے پھر عمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہؓ زیادہ جانتے

تھے۔ بعد والے نہیں۔ اسی لئے تو ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالوں کی جرابوں پر مسح کرتے تھے جس کا ذکر کر چکا ہوں۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جورب ہمہ قسم کی جراب پر بولا جاتا ہے ورنہ وہ بالوں کی جرابوں پر ہرگز مسح نہ کرتے اور ان کا یہ کہنا کہ یہ سنت قرآن کے صریح حکم کے مخالف ہے کیونکہ قرآن پاؤں دھونے کا حکم دیتا ہے لہٰذا اس پر عمل جائز نہیں۔ یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر یہ قرآن کے خلاف ہوتا تو صاحب قرآن رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کرتے یعنی جرابوں پر مسح نہ کرتے پھر اگر یہ جرابوں پر مسح کرنا قرآن کے خلاف ہے تو موزوں پر مسح کرنا بھی قرآن کے خلاف ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ نہ یہ قرآن کے خلاف ہے نہ وہ۔ دونوں قرآن کے عین مطابق ہیں کیونکہ قرآن کہتا ہے:

"ما جعل علیکم فی الدین من حرج"

یعنی دین میں تم پر کوئی مشقت نہیں ڈالی"۔

اور قرآن کہتا ہے:

"یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر"

"اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا"

قرآن کے منشا اور مقصد کو صاحب قرآن امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور جرابوں پر مسح فرما کر اپنے عمل سے امت کے لئے واضح کر دیا کہ جب پاؤں میں موزے یا جرابیں پہنے ہوئے نہ ہوں پھر تو پاؤں کا دھونا فرض ہے لیکن موزوں اور جرابوں کی حالت میں دھونا فرض نہیں بلکہ ان پر مسح کر لینا جائز ہے جس طرح غسل ضروری میں تمام جسم کا تر کرنا فرض ہے حتیٰ کہ ایک بال بھی خشک نہ رہے لیکن وہ عورت جس نے اپنے سر کے بالوں کی ایسی مینڈیاں بنائی ہوئی ہوں جو بغیر کھولنے کے بال تر نہ ہو سکیں تو پھر ان (سر کے سارے بالوں) کو تر کرنا فرض نہیں۔ بلکہ ایسی حالت میں سر پر دونوں ہاتھوں کے تین چلو (لپ) بہانا کافی ہے۔ کیونکہ ان کو کھول کر تر کرنا مشقت اور دشواری ہے جو اس ارحم الراحمین نے معاف کر دی ہے۔ کوئی حدیث رسولؐ بھی جو صحیح سند کے ساتھ آپؐ سے ثابت ہو قرآن کے مخالف نہیں ہو سکتی کیونکہ حدیث رسولؐ تو قرآن کی صحیح تفسیر ہے اور تفسیر اجمال کے خلاف نہیں ہو سکتی کسی کی کوتاہ نظری کی رسائی نہ ہو تو علیحدہ بات ہے جس طرح ان مقلدین کی کوتاہ نظری نے "اذا قرئ القرآن" الخ اور "فاقرءوا" الخ میں تضاد پیدا کر کے دونوں آیتوں کو عمل سے (چھوڑ) گرا دیا۔ حالانکہ دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔ دونوں کا جدا جدا مفہوم ہے جو بالکل واضح اور درست ہے۔ "فاقرءوا" الخ تہجد میں تخفیف قرأت کے لئے اور "اذا قرئ القرآن" الخ کفار کے جواب کے لئے نازل کی گئی ہیں۔ مثالیں مزید بھی دیتا لیکن

طوالت کا خدشہ ہے اور ان کا ہمارے علماء کے فتاویٰ کو ہمارے خلاف بطور دلیل پیش کرنا خواہ کسی مسئلہ کے متعلق ہو انتہائی درجہ کی جہالت ہے کیونکہ جب ہم صحابہؓ تابعین، اتباع التابعین، ائمہ مجتہدین و جملہ محدثین میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے، آنکھیں بند کرکے گلے میں پٹہ ڈال کر اندھادھند کسی کے پیچھے نہیں لگتے۔ بلکہ ہر ایک کی ہر ایک بات قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں صحیح ہو تو تسلیم کرتے ہیں۔ غلط ہو تو دیوار پر مارتے ہیں تو پھر ہم اپنے علماء کی تقلید کیسے کر سکتے ہیں تقلید ہی تو اصل گمراہی ہے جو انسان کی قوتِ فکر، فہم و فراست، بصارت و بصیرت، امعان نظر اور تحقیق جیسی نعمتیں سلب کرکے انسان کو انسانیت سے نکال کر بہیمیت میں داخل کر دیتی ہے پھر وحوش و بہائم اور اس میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ جس طرح ان کا مالک ان کی نکیل پکڑ کر ان کو جدھر چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے کھینچ کر لے جاتا ہے۔ اسی طرح ہر مقلد کو مقلد۔ خدا کی پناہ ہم انسانیت والی نعمتِ عظمیٰ کو ضائع کرکے بہیمیت کو کیوں اختیار کریں۔ یہ تو پرلے درجے کی دنائت ہے۔ "اعاذنا اللہ منہا برحمتہ الکاملۃ ما بقینا ابداً آمین ثم آمین"۔ اور ان کا شاگردوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے امام ابوحنیفہ کو غلطی سے مبرا سمجھنا از حد جہالت ہے کیونکہ یہ مقام تو صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا کیا گیا ہے اور کسی کو نہیں خواہ ساری دنیا ہی اس کی شاگرد کیوں نہ ہو۔ کیونکہ ہمارے امام اعظم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی ایسا انسان نہیں جس کے علم کی بنیاد وحی پر ہو اور جس کے علم کی بنیاد وحی پر ہو وہی غلطی سے مبرا ہو سکتا ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔